حکیم صاحب کے بعد، ہماری صفوں میں سے مولانا ولی اللہ (سعود لاہور کی جماعت سے وابستہ تھے) اُٹھ گئے۔ سوچتا ہوں کہ کیا ہی نیک نہاد شخصیت تھی۔ اکثر خاموش رہتے۔ بات کرتے تو کسی کے لیے وجہ دل آزاری نہ بنتے، ہمیشہ دین اور رفیقوں کی خیر خواہی اُن کے قول و فعل میں جھلکتی۔

بارہا لاہور کے اجتماعات میں مولانا ولی اللہ کا درس ہوتا، قرآن یا حدیث کا درس۔ سدہا دوستوں نے اُن سے استفادہ کیا ہوگا۔ ایک اسکول میں معلم تھے۔ وہاں بھی قوم کے نونہالوں کو ایمان اور علم کے نور سے بہرہ مند کرتے رہے۔

نہایت سادہ زندگی، چھوٹا سا مکان، تھوڑی سی آمدنی۔ مگر کبھی حرفِ شکایت زبان پہ نہ آیا۔ ہمیشہ اُن کو مسکراتے دیکھا۔ گھر کے ساتھ ہی مسجد تھی۔ گھر سے اُٹھتے تو مسجد میں۔ کئی بار اجتماعات اسی مسجد میں ہوتے رہے۔

مجھے نہیں یاد کہ اُنہوں نے کبھی اجتماعی معاملات اور فیصلوں میں کوئی بڑا اختلاف کیا ہو، یا لوگوں سے بحثیں کی ہوں، کسی کو بُرا اور کسی کو بھلا کہا ہو۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ خدا کے اس سچے پرستار نے ایک بار رجب خوب ٹھونک بجا کر دیکھ لیا کہ ایک دعوت حق ہے، ایک جماعت صحیح اُصولوں پہ کھڑی ہے، اس کے سامنے قرآن کا مقرر کردہ نصب العین ہے تو پھر نہ انہوں نے کبھی نظم میں فرق آنے دیا، نہ تدابیر و مصالح کے دائروں میں ہونے والے اختلافات کو انہوں نے کبھی اہمیت دی۔ اس مسافرِ راہِ حق نے جس سمت میں پہلا قدم اُٹھایا تھا، اپنی مکمل رفتار کے ساتھ آخری قدم بھی اُسی سمت میں رکھا۔

راقم سے بہت محبت فرماتے اور ہماری معمولی باتوں کی بھی قدر کرتے اور کلام کی غلطیوں سے بھی درگذر کرتے۔

اے ربِّ کائنات! اپنے اس بندۂ مخلص پہ خصوصی رحمتیں فرما۔ ان کے پسماندگان کو صبر بھی دے، اور مولانا مرحوم کی خدمات کے اثر سے خصوصی برکات بھی نصیب کرے۔

---